تقریر بابت خاندانِ مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

حضرت چراغ بی بی صاحبہ
والدہ ماجدہ حضرت مسیح موعودؑ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا

(بنی اسرائیل:24)

یعنی تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔

سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ”سیرت حضرت چراغ بی بی صاحبہ والدہ ماجدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام“

حضرت چراغ بی بی صاحبہ ایمہ ضلع ہوشیار پور کے ایک معزز مغل خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کی شادی حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے ساتھ ہوئی جو کہ راجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں شامل تھے اور ایک مشہور طبیب بھی تھے۔ اس شادی کے نتیجہ میں حضرت چراغ بی بی کے بطن سے سب سے پہلے ایک بیٹا پیدا ہوا جو چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ جس کا نام مراد بی بی تھا۔ یہ بہت نیک اور صاحب رؤیا خاتون تھیں۔ ان کے بعد ایک بیٹا پیدا ہوا جن کا نام مرزا غلام قادر صاحب تھا۔ ان کے بعد دو بچے پیدا ہوئے لیکن وہ بچپن کی عمر میں ہی فوت ہوتے گئے۔ حضرت چراغ بی بی صاحبہ ایک لمبے عرصہ سے ایک ایسے بیٹے کے لئے دعا مانگ رہیں تھیں جو لمبی عمر پائے چنانچہ اس کے بعد مرزا غلام احمد حضرت مسیح موعود علیہ السلام جمعہ کی صبح 13 فروری 1835ء کو پیدا ہوئے۔ ان بزرگ ماں باپ کی دعائیں اور مناجات تھیں کہ خدا نے وہ نور اس بطن سے پیدا کیا کہ جو ہزاروں سالوں سے نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن نیک نسلوں میں منتقل ہوتا چلا آیا تھا۔ وہ نور کہ جو اس معصومہ کے بطن میں تھا جو چراغ نام کے ساتھ اسم با مسمّیٰ تھیں۔ آپ کے نام میں آنے والے دنیا کے نور کی بشارت تھی۔

حضرت چراغ بی بی صاحبہ ایک دور اندیش اور معاملہ فہم خاتون تھیں۔ اپنے خاوند حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے لیے ایک بہترین مشیر اور آپ کی غمگسار تھیں۔ حضرت غلام مرتضیٰ صاحب آپ کی باتوں کی بہت احساس کیا کرتے تھے اور ان کی مرضی کے خلاف گھر کے معاملات میں دخل نہیں کرتے تھے۔

سامعین! آپ کی طبیعت میں قناعت، شجاعت، عفت، مروّت، وسعت حوصلہ، استغناء، فیاضی اور مہمان نوازی نمایاں خصوصیات تھیں۔ آپ ہمیشہ بشاش اور متین حالت میں رہتیں۔ بہترین مہمان نواز تھیں۔ وہ لوگ جنھوں نے ان کی مہمان نوازی دیکھی تھی وہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں اگر باہر سے اطلاع ملتی کہ چار آدمیوں کے لیے کھانا مطلوب ہے تو اندر سے جب کھانا آتا تو وہ آٹھ آدمیوں سے بھی زائد کے لیے کافی ہوتا تھا۔ غرباء کی ہمدردی اور دستگیری کی وجہ سے وہ سب کے لیے ایک مادرِ مہربان کی طرح تھیں۔ شہر کے مفلوک الحال اور پسماندہ طبقہ کی ضروریات کے مہیا کرنے میں انہیں خاص قلبی و روحانی مسرّت حاصل ہوتی تھی۔ غرباء کے مردوں کو کفن ہمیشہ ان کے ہاں سے ملتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چونکہ ابتدا ہی سے خلوت گزینی، ذکرِ الٰہی اور مطالعہ سے ہر لحظہ شغف تھا اور اپنے والد صاحب کے دنیوی مشاغل اور دوسرے کاروبار میں حصہ لینے سے طبعاً متنفر تھے اس لئے کبھی کبھی والد صاحب کی تنقید و تصریح کا نشانہ بنتے تو تھے۔ لیکن آپ کی والدہ محترمہ کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ وہ آپ

کی نیکی، تقویٰ شعاری، پاک زندگی اور سعادت مندی پر سو جان سے قربان ہو جاتیں اور آپ کی ہر قسم کی ضرورتوں کا از خود خاص خیال رکھتی تھیں۔ کیونکہ وہ ابتدا ہی سے جانتی تھیں کہ آپ اپنے گھر کے دوسرے افراد کے مقابل بالکل درویش طبع ہیں اور اپنی ضروریات کا کسی سے اظہار کرنا آپ کو ہر گز پسند نہیں اس لیے آپؑ کی ضروریات پر گہری نظر رکھتی تھیں۔ اس لیے کبھی بھی کسی بھی ضرورت کے لئے حضرت اقدسؑ کو نہ کہنا پڑا اور نہ پریشان ہونا پڑا۔

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک ہمشیرہ صاحبہ بی بی مراد بیگم صاحبہ تھیں جن کا ذکر اوپر کر آیا ہوں یہ ایک صاحبِ حال اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت وہ عین عنفوانِ شباب میں بیوہ ہو گئیں اور قادیان آ گئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح ان کی زندگی ایک خدا پرست خاتون کی زندگی تھی۔ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے آرام و آسائش کا ہر طرح خیال ہوتا تھا۔ اس خدا پرست خاتون کے لئے بھی وہ بہت دردمند اور محبت سے لبریز دل رکھتی تھیں اور ان کی بیوگی کے زمانہ میں اپنی ذمہ واری کی خصوصیات کو محسوس کرتی تھیں۔ ان حالات میں انہوں نے حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو مشورہ دیا کہ زنان خانہ میں وہ ہمیشہ دن کو تشریف لایا کریں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب مرحوم کا اس کے بعد معمول ہو گیا کہ وہ صبح کو اندر جاتے اور گھر کے ضروری معاملات پر مشورہ اور ہدایات کے بعد باہر آ جاتے۔ آپ نے اپنے اس بیٹے اور بیٹی کے لئے اپنے تمام آرام اور آسائشوں کو قربان کر دیا تھا اور ان کے دن رات ان دونوں عزیزوں کے آرام کے انتظام میں بسر ہوتے تھے۔

سامعین! حضرت چراغ بی بی صاحبہ نہایت خدا رسیدہ اور بزرگ خاتون تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک بار ان کی بزرگی کا ذکر فرمایا جو حضرت اماں جانؓ کی روایت سے محفوظ ہو گیا:

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ان سے حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا کہ جب بڑے مرزا صاحب (یعنی حضرت مسیح موعو علیہ السلام کے والد صاحب) کشمیر میں ملازم تھے تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ ہماری والدہ نے کہا کہ آج میرا دل کہتا ہے کہ کشمیر سے کچھ آئے گا تو اسی دن کشمیر سے آدمی آ گیا اور بعض اوقات تو ایسا ہوا کہ اِدھر والدہ صاحبہ نے یہ کہا اور اُدھر دروازہ پر کسی نے دستک دی۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کشمیر سے آدمی آیا ہے“۔

(سیرت المہدی جلد اول، روایت نمبر 10)

آپؑ کی والدہ ماجدہ جب تک زندہ رہیں آپ کے لئے (ظاہری لحاظ سے) سپَر بنی رہیں۔ والد خفگی کا اظہار کرتے تو ماں کی مامتا فرطِ محبت سے جوش میں آ جاتی۔ حضور جب والد بزرگوار کے اصرار پر سیالکوٹ آ گئے تو باقاعدہ آپ کے لئے کپڑے وغیرہ بنا کر بھجواتی رہیں۔ غرض کہ ان کا وجود آپؑ کے لئے سایہ رحمت تھا۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی آپ سے بے پناہ محبت تھی۔ جب کبھی ان کا ذکر فرماتے آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ حضرت اقدسؑ کی والدہ صاحبہ کے بارہ میں بیان فرماتے ہیں کہ

”ان کو حضرت صاحب سے بہت محبت تھی اور آپ کو ان سے بہت محبت تھی۔ مَیں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ جب آپ ان کا ذکر فرماتے تھے تو آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آتی تھیں۔“

(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 10)

سامعین! جیسا کہ خاکسار نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو اپنی والدہ ماجدہ سے بہت محبت تھی اور اس بات کو گھر والے بھی جانتے تھے۔ چنانچہ جب آپؑ کی والدہ کا انتقال ہوا تو آپؑ قادیان سے باہر کسی جگہ تھے۔ میراں بخش حجام کو آپؑ کے پاس بھجوا گیا اور اسے کہہ دیا گیا کہ وہ یکدم حضرت مسیح موعودؑ کو آپ کی وفات کی خبر نہ سنائے۔ چنانچہ جس وقت بٹالہ سے نکلے تو اس نے حضرت مسیح موعودؑ کو والدہ کی علالت کی خبر دی۔ یکہ پر سوار ہو کر جب قادیان کی طرف آئے تو اُس نے یکہ والے کو کہا کہ جلدی چلو۔ حضورؑ نے پوچھا کہ اس قدر جلدی کیوں کرتے ہو؟ تو اُس نے کہا کہ ان کی طبیعت بہت ناساز تھی۔ پھر تھوڑی دور چل کر اس نے یکہ والے کو اور تاکید کی اور جلدی لے چلو۔ پھر پوچھنے پر اُس نے بتایا کہ ہاں طبیعت کافی ناساز تھی کچھ نزع کی حالت تھی خدا جانے ہمارے جانے تک زندہ رہیں یا فوت ہو جائیں۔ حضورؑ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ آخر پھر اُس نے یکہ والے کو سخت تاکید شروع کی تو حضورؑ نے کہا کہ تم اصل واقعہ کیوں نہیں بیان کر دیتے کیا معاملہ ہے؟ تب اُس نے کہا کہ اصل میں مائی صاحبہ فوت ہو گئی تھیں۔ اس خیال سے کہ آپ کو صدمہ نہ ہو یک دفعہ خبر نہیں دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ دیا اور خدا کی رضا میں محو اور مست قلب اس واقعہ پر ہر چند کہ وہ ایک عظیم حادثہ تھا سکون اور تسلی سے بھرا رہا۔

(حیات احمد جلد اوّل صفحہ 219)

حضرت اقدسؑ کی والدہ محترمہ کی تاریخ وفات بالعموم 1868ء بیان ہوتی ہے۔ لیکن اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا ایک قلمی روزنامچہ حال ہی میں دریافت ہوا ہے اس کی نقل ریسرچ سیل میں بھی محفوظ ہے۔ جس کے اکثر اندراجات مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کے قلم سے ہیں۔ انہوں نے اس میں حضرت والدہ صاحبہ کی تاریخ وفات 12ء ذی الحج 1283ھ (مطابق 18 اپریل 1867ء) لکھی ہے۔"

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 103)

آپ کا مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم خاندانی مقبرہ میں موجود ہے جو مقامی عید گاہ کے پاس قادیان سے مغرب کی طرف واقع ہے۔

سامعین! آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی والدہ سے محبت کا ایک واقعہ خاکسار بیان کرنا چاہتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ سیر کے لیے اس قبرستان کی طرف نکل گئے جو آپؑ کے خاندان کا پرانا قبرستان موسوم بہ شاہ عبد اللہ غازی مشہور ہے۔ راستہ سے ہٹ کر آپؑ ایک جوش کے ساتھ والدہ صاحبہ کی قبر پر آئے اور بہت دیر تک آپؑ نے اپنی جماعت کو لے کر جو اُس وقت ساتھ تھی دُعا کی۔ حضرت صاحب کا عام معمول اس طرف سیر کو جانے کا نہ تھا مگر اس روز خصوصیت سے آپؑ کا اُدھر جانا اور راستہ سے کترا کر قبرستان میں آکر دُعا کے لیے ہاتھ اٹھانا کسی اندرونی آسمانی تحریک کے بدوں نہیں ہو سکتا۔

(حیات احمد جلد اوّل صفحہ 221)

حضرت اقدسؑ نے ایسی شفیق اور مہربان ماں کی گود میں پرورش پائی تھی جو اپنی صفاتِ عالیہ کے لحاظ سے خواتینِ اسلام میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔ اس خاتون کی عزت و وقار کا کیا کہنا جس کے بطنِ مبارک سے وہ عظیم الشان انسان پیدا ہوا۔ جو نبیوں کا موعود تھا اور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلام کہا اور خدا تعالیٰ نے جس کے مدارج اور مناقب میں فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ۔''

(حیات احمدؑ جلد اول صفحہ 219-220)

(کمپوزڈ بائی: عائشہ منصور چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡